(انتقاد کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہے)

اِنتقاد

بائبل سے قرآن تک

مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی عربی تالیف "اظہار الحق" کا اردو ترجمہ۔

مترجم: مولانا اکبر علی صاحب ٭ شرح و تحقیق: مولانا محمد تقی عثمانی صاحب۔

جزء اوّل۔ صفحات ۶۱۲ ، مجلد ، قیمت پندرہ روپیہ

جزء دوم۔ صفحات ۵۲۸ ، مجلد ، قیمت پندرہ روپیہ

لکھائی، چھپائی اور کاغذ گوارا

قرآن مجید نے "لیظھرہ علی الدین کلہ" فرما کر مسلمانوں پر یہ عظیم الشان ذمہ داری ڈال دی ہے کہ وہ تمام ادیان عالم کا تقابلی مطالعہ کریں اور اہل کتاب سے احسن طریقہ پر مجادلہ کرکے دین حق کی برتری و صداقت ثابت کرنے کے لئے دلائل فراہم کریں، قرآن جو خود اپنے اوپر ایمان لانے والوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اندھے بہرے بن کر اس پر سجدہ ریز نہ ہو جائیں۔ دوسری تعلیمات کے ماننے والوں سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ کسی کے قول کی بغیر تحقیق تصدیق نہ کی جائے۔ وہ ہر امر کی صداقت کے لئے ضروری قرار دیتا ہے کہ اس پر واضح اور ناقابل تردید ثبوت (برہان) پیش کیا جائے، قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ اپنے من جانب اللہ ہونے پر قرآن مجید ایک دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ اس میں تضاد و اختلاف نہیں ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

جادلہم بالتی ھی احسن میں انتقاد علمی کو بڑا مقام حاصل ہے کیونکہ وہ نہ صرف تعصبات اور رکیک حملوں سے پاک صاف ہوتا ہے بلکہ نہایت دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ مخالف پر اس کے مسلمات کی غلطیاں کا اظہار کر دیتا ہے کسی کو اس کے صحیح خد و خال بتلانے اور اسے خوش فہمی سے نکالنے کیلئے آئینہ دکھا

کس قدر فطری عمل ہے۔ اقرأ کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا۔

زیرِ تبصرہ کتاب اہلِ کتاب سے مجادلہ و مناظرہ کا احسن مرقع ہے حکومت برطانیہ نے ہندوستان پر قبضہ کر لینے کے بعد رفتہ رفتہ اسلام کے خلاف تقریری و تحریری مہم جاری کر دی۔ پہلے پہلے تو مسلمانوں نے اسے درخورِ اعتنا نہ سمجھا لیکن جب عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں تیز ہوئیں اور کمزور ایمان رکھنے والوں نے اپنے دین اسلام پر شک و شُبہ کرنا شروع کر دیا۔ اور ان کے بہک جانے کا خطرہ ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نے دینِ حق کی تائید کے لئے علماء کی ایک جماعت کو پیدا کر دیا جن میں سے ایک کامیاب مناظر اور نامور عالم "اظہارِ الحق" کے مصنّف جناب رحمت اللہ صاحبؒ تھے۔ مرحوم لکھتے ہیں :-

"میں اگرچہ گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا۔ اُدھر میرا شمار بھی کوئی بڑے علماء کی جماعت میں نہ تھا۔ اور حقیقت میں میں اس عظیم الشان کام کا اہل بھی نہ تھا۔ مگر جب مجھ کو عیسائی علماء کی تقریروں اور تحریروں کا علم ہوا۔ اور ان کے تالیف کردہ بہت سے رسالے میرے پاس پہنچے، تو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی امکانی حد تک میں بھی کوشش کروں، لہٰذا سب سے پہلے تو میں نے کچھ رسالے اور کتابیں تالیف کیں، تاکہ سمجھدار لوگوں پر حقیقت حال واضح ہو جائے اس کے بعد عیسائی حضرات کے وہ بڑے پادری جن کا شمار ان عیسائی علماء میں تھا جو ہندوستان میں تحریری اور تقریری دونوں طریقوں سے مذہب اسلام پر اعتراض اور نکتہ چینی و عیب جوئی میں مشغول رہتے تھے یعنی "میزان الحق" کے مصنّف، میں نے اُن سے درخواست کی کہ میرے اور آپ کے درمیان ایک جلسۂ عام میں مناظرہ ہو جانا چاہیئے تاکہ یہ امر خوب اچھی طرح واضح ہو جائے کہ علمائے اسلام کی بے توجہی کا سبب یہ نہیں کہ وہ حضرات عیسائی پادریوں کے رسالوں کی تردید سے قاصر و عاجز ہیں۔ جیسا کہ بعض عیسائیوں کا دعویٰ اور خیال تھا۔

چنانچہ پادری مذکور سے اُن پانچ مسائل میں مناظرہ ہونا طے ہو گیا جو عیسائی اور مُسلمانوں کے باہمی نزاعی مسائل کی بنیاد ہیں، یعنی تحریف، نسخ، تثلیث، قرآن کی حقانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کا حق ہونا، اور شہر آگرہ میں ماہ رجب ۱۲۷۰ھ میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا، میرے ایک محترم دوست (خدا ان کو تا دیر زندہ رکھے) اس جلسہ میں میرے معین[1] و مددگار تھے اسی طرح بعض پادری

---

[1] یعنی ڈاکٹر وزیر خان صاحب مرحوم ۱۸۳۲ء میں انگلینڈ سے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنے گئے تھے (باقی صفحہ ۱۵۲ پر)

صاحبان پادری صاحب کے مددگار تھے، خدا کے فضل و کرم سے نسخ اور تحریف دو مسئلوں میں جو دقیق ترین مسئلے تھے اور پادریوں کے خیال میں سب سے مقدم تھے (چنانچہ اس پر ان کی ایک عبارت بھی دلالت کرتی ہے جو کتاب "حل الاشکال" میں موجود ہے) ہم کو کامیابی اور غلبہ حاصل ہوا۔ جب پادری مذکور نے یہ دلخراش شکست دیکھی تو باقی تین مسائل میں مناظرہ سے راہ فرار اختیار کی۔"

انہی پانچوں مباحثوں کو انھوں نے علامہ سید احمد بن زینی دحلان کے امتثال امر پر عربی میں منتقل کردیا اور اس کا نام "اظہار الحق" رکھا۔ یہ کتاب مولانا رحمت اللہ کی عمر بھر کی مناظرانہ کاوش و تحقیق کا نچوڑ ہے۔ مکمل کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں ایک باب ہے جس کا عنوان ہے "بائبل کیا ہے"۔ اس باب میں دوسری فصل کا عنوان ہے۔ "بائبل اختلافات سے لبریز ہے"۔ تیسری فصل ہے "بائبل کی غلطیاں"۔ اور چوتھی فصل "بائبل الہامی نہیں"۔

اس جلد کے شروع میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا پیش لفظ ہے اور حرف آغاز کے ساتھ ہی تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل ایک مبسوط مقدمہ "عیسائیت پر ایک تحقیقی نظر" کے عنوان سے مفتی صاحب موصوف کے فرزند ارجمند مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اسی مقدمہ کا تیسرا باب مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کے سوانح حیات پر مشتمل ہے۔

دوسری جلد میں چار ابواب ہیں :

۲۔ دوسرا باب بائبل میں تحریف کے دلائل۔

۳۔ تیسرا باب نسخ کا ثبوت۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۱) وہیں سے عیسائیت کے موضوع پر کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ جمع کرکے ہندوستان لائے۔ آپ انگریزی کے ساتھ یونانی زبان بھی جانتے تھے۔ آپ ہی کے پرخلوص تعاون نے مولانا رحمت اللہ صاحب کو انگریزی اور یونانی لٹریچر سے واقف کرایا۔ آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے مجاہدین میں سے ہیں، جنرل بخت خاں نے آپ کو اودھ کا گورنر مقرر کردیا تھا۔ اس وقت سے مسلسل آزادی کی جدوجہد میں شریک رہے۔ پھر ہجرت کرکے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کی خدمت میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ وہیں وفات پائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے (از "فرنگیوں کا جال") ۱۲ محمد تقی

۴ - چوتھا باب : خدا تین نہیں ۔

۵ - پانچواں باب : قرآن کریم اللہ کا کلام ہے ۔

دُوسری جلد میں پانچواں باب مکمّل نہیں ہوسکا۔ انشاء اللہ العزیز تیسری جلد میں اس کا تتمّہ نیز چھٹا باب آجائیں گے جو حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کے اثبات اور آپ کی سیرت طیبہ پر وارد کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے ۔ اس کتاب کا مُلک کی ہر لائبریری میں رہنا ضروری ہے ۔ تمام پڑھے لکھے مُسلمانوں کو اس کتاب کا مطالعہ کرکے اپنے دین کی صداقت اور مسیحیت کی کمزور بنیادوں سے واقف ہونا چاہئے

"اظہار الحق" دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوکر شائع ہوچکی ہے ۔ مسیحی دنیا میں تو اس نے تہلکہ مچا دیا ہے خود لندن ٹائمز نے اس کے انگریزی ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا :-

" اگر لوگ اس کتاب کو پڑھتے رہتے تو دنیا میں مذہب عیسوی کی ترقی بند ہو جائے گی " عربی سے اردو ترجمہ کرنے میں اصل کا تتبع کیا گیا ہے ۔ ترجمہ سلیس اور شگفتہ ہے ۔ حواشی نہایت محنت و تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور مفید معلومات پر مشتمل ہیں ۔

ذیل میں ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے اس کتاب سے قرآن مجید اور بائبل کے مضامین کا ایک تقابلی مطالعہ درج کرتے ہیں جس سے ایک طرف متن کے سنجیدہ مضامین کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے اور دوسری طرف محشی کی محنت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔ یہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس شخص کے اسلام لانے کے واقعہ کا اضافہ کر دوں جس نے بائبل سے اللہ کے متعلق یہ عقیدہ پایا تھا کہ اُس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمینوں کو بنایا پھر تھکنے کی وجہ سے ساتویں دن آرام کیا لیکن جب قرآن مجید میں اس نے اللہ کے قوی و قادر ہونے کا یہ عقیدہ پایا کہ ولقد خلقنا السمٰوٰت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب (ق: ۳۸) (اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا ، اور ہمیں کسی قسم کی تھکن نے چھوا تک نہیں) تو وہ اللہ کی بے پایاں قدرت و عظمت کے صحیح مقام کو پہچان کر بے اختیار بائبل کے منحرف ہونے اور قرآن مجید کے من جانب اللہ ہونے کا اعتراف کرکے حلقہ اسلام میں داخل ہوگیا

قرآن مجید اور بائبل کے مضامین کا تقابلی مُطالعہ

۱ - خدا کی صفات کاملہ و کمالیہ ؛ اس کا واحد ہونا ، قدیم و ازلی ہونا ، ابدی و غیر فانی ہونا ، عالم و

سمیع وبصیر ہونا متکلم حکیم وخبیر ہونا، خالق السموات والارض ہونا، رحیم ورحمن ہونا، صبور وعادل ہونا، قدوس ومحی وممیت ہونا وغیرہ وغیرہ،

۲ - اللہ تعالیٰ کا تمام عیوب مثلاً حدوث، عجز، ظلم اور جہل سے پاک ہونا،

۳ - توحید خالص کی دعوت، اور شرک سے مطلقاً ممانعت، اسی طرح تثلیث سے منع کرنا کہ یہ بھی یقینی طور شرک ہی کا ایک شعبہ ہے جیسا کہ آپ کو چوتھے باب سے معلوم ہو چکا ہے۔

۴ - انبیاء علیہم السلام کا ذکر اور ان کے واقعات اور قصص۔

۵ - انبیاء علیہم السلام کا ہمیشہ بت پرستی اور کفر شرک سے احتراز کرنا اور محفوظ رہنا۔

۶ - پیغمبروں پر ایمان لانے والے حضرات کی مدح اور تعریف کرنا۔

۷ - انبیاء علیہم السلام کے نہ ماننے والے اور جھٹلانے والوں کی مذمت اور برائی کرنا۔

۸ - تمام پیغمبروں پر ایمان لانے کی عموماً تاکید کرنا اور خصوصیت کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی تاکید

۹ - یہ وعدہ کہ ایمان والے انجام کار منکروں اور کافروں پر غالب آئیں گے۔

۱۰ - قیامت کی حقیقت کا بیان اور اس دن میں اعمال کی جزا کی تفصیلات۔

۱۱ جنت اور دوزخ کا ذکر اور ان کی نعمتوں اور عذابوں کی تفصیل۔

۱۲ - دنیا کی مذمت اور اس کی بے ثباتی اور فانی ہونے کا بیان۔

۱۳ - آخرت کی مدح اور فضیلت اور اس کے دائمی اور پائیدار ہونے کا بیان۔

۱۴ - حلال چیزوں کی حلت اور حرام چیزوں کی حرمت کا بیان۔

۱۵ - تدبیر منزل کے احکام۔

۱۶ - سیاست مدنیہ کے احکام۔

۱۷ - اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ والوں کی محبت کی ترغیب اور شوق دلانا۔

۱۸ - اُن وسائل اور ذرائع کا بیان جن کو اختیار کرنے سے انسان کی رسائی خدا تک ممکن ہے۔

۱۹ - بدکاروں اور فاسقوں کی صحبت اور ہمنشینی سے روکنا اور دھمکانا۔

۲۰ - بدنی عبادتوں اور مالی عبادات میں نیت کو خالص رکھنے کی تاکید کرنا۔

۲۱ - ریاکاری اور شہرت طلبی پر وعید۔

۲۲۔ تہذیب اخلاق کی تاکید، کہیں اجمالی طور پر کہیں تفصیل کے ساتھ۔

۲۳۔ بُرے اخلاق اور کمینی خصلتوں پر دھمکانا اجمالی طور پر۔

۲۴۔ اخلاق حسنہ کی مدح اور تعریف جیسے بُردباری، تواضع، کرم، شجاعت، پاکدامنی وغیرہ۔

۲۵۔ بُرے اخلاق کی مذمت جیسے غصہ، تکبّر، بُخل، بُزدلی اور ظلم وغیرہ۔

۲۶۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کی نصیحت۔

۲۷۔ اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت کی ترغیب[1]۔

بلاشبہ یہ تمام باتیں عقلی اور نقلی طور پر عمدہ اور محمود ہیں۔ ان مضامین کا ذکر قرآن میں بکثرت اور بار بار تاکید اور تقریر کے لئے کیا گیا ہے۔ اگر یہ مضامین بھی قبیح ہو سکتے ہیں تو پھر معلوم نہیں کہ اچھی بات پھر کونسی ہو سکتی ہے؟ البتہ قرآن میں مندرجہ ذیل باتیں آپ کو ہرگز نہیں ملیں گی:۔

بائبل کے فحش مضامین

۱۔ فلاں پیغمبر نے اپنی بیٹی سے زنا کیا تھا[2]۔

۲۔ یا فلاں نبی نے کسی دوسرے کی بیوی سے زنا کیا اور اس کے خاوند کو حیلہ اور مکر سے قتل کر دیا[3]۔

۳۔ یا اس نے گائے کی پوجا کی تھی[4]۔

۴۔ یا وہ آخر میں مُرتد ہو گیا تھا اور نہ صرف بُت پرستی کی بلکہ بُت خانے بنائے[5]۔

---

[1] مثلاً دیکھئے علی الترتیب فاتحہ، انعام ع ۱، آل عمران ع ۲، صافات ع ۵، نسا ع ۲۴، قصص بقرہ ع ۶ اور ع ۱ او نسا ع ۷، انعام ع ۲۰، المومنون ع ۱، نبا ع ۱، الواقعہ، عنکبوت ع، انعام ع ۴، المائدہ ع ۱، نسا ع ۵، ع ۷، توبہ ع ۵، آل عمران ۳، الصف ع ۲۲، النسا ع ۲۰، مجادلہ ع ۱، الحجرات ع ۲۲، نحل ع ۱۳، آل عمران ع ۱۱، النور ع ۶، ۱۲ تقی۔

[2] جیسا کہ پیدائش ۱۹: ۳۳ تا ۳۶ میں حضرت لوط علیہ السّلام کے بارے میں ہے۔ عبارت کے لئے دیکھئے کتاب ہذا، صفحہ ۲۲۱ ج اوّل (حاشیہ)

[3] جیسا کہ ۲ سموئیل ۱۱: ۲ تا ۱۵ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں۔ ([4]) جیسا کہ خروج ۳۲: ۲ تا ۶ میں حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں۔ ([5]) جیسا کہ ۱ سلاطین ۱۱: ۲ تا ۱۳ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں۔

۵۔ یا اس نے اللہ پر تہمت اور بہتان رکھا ۔ اور تبلیغ احکام میں دروغگوئی سے کام لیا اور اپنی فریب کاری سے ایک دُوسرے نبی کو غضب خداوندی میں مُبتلا کر دیا۔[۱]

۶۔ یا یہ کہ داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) حرامزادوں کی اولاد ہیں، یعنی فارص بن یہوداکی۔[۲]

۔ یا یہ کہ اللہ کے ایک بڑے رسُول جو خُدا کے بیٹے اور انبیاء کے باپ ہیں ان کے بڑے لڑکے نے اپنے باپ کی بیوی سے زنا کیا۔[۳]

۷۔ اور ان کے دُوسرے بیٹے نے اپنے بیٹے کی بیوی سے زنا کیا۔[۴] مزید یہ کہ جب اس عظیم الشان نبی نے اپنے دونوں محبُوب بیٹوں کی اس حرکت کو سُنا تو ان کو کوئی سزا نہیں دی۔ سوائے اس کے کہ مرتے وقت انہوں نے بڑے کو اس شنیع حرکت پر بددُعا دی[۵]۔ اور دُوسرے لڑکے کے حق میں تو ناراضی کا اظہار بھی نہیں کیا، بلکہ مرتے وقت اُسے برکتوں کی دُعا دی[۶]۔

۸۔ یا یہ کہ ایک دُوسرا بڑا رسُول جو خُدا کا جوان بیٹا ہے اور جس نے خود دُوسرے شخص کی بیوی سے زنا کیا تھا جب اس کے محبُوب بیٹے نے محبوب بیٹی یعنی اپنی بہن سے زنا کیا اور رسُول نے سُنا،

---

[۱] جیسا کہ ۱۔ سلاطین ۱۳: ۱۱ تا ۲۹ میں ہے، پُوری عبارت کیلئے کتاب ہذا، ص ۲۵۳ ج اوّل ۱۲ ت

[۲] ۔ فارص کی اولاد میں سے ہونا متی ۱: ۳ میں ہے اور پیدائش باب ۳۸ میں ہے کہ یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے زنا کیا تھا جس سے فارص پیدا ہوا ۱۲ تقی :: [۳] ۔ اللہ کے بڑے رسُول سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں ان کے بڑے صاحبزادے کا نام روبن تھا۔ (پیدائش ۲۹ : ۳۲) اور ان کے بارے میں بائبل کے الفاظ یہ ہیں۔ " روبن نے جا کر اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے مباشرت کی اور اسرائیل کو یہ معلوم ہو گیا" (پیدائش ۳۵ : ۲۲)

[۴] ۔ دُوسرے بیٹے سے مراد یہوداہ ہیں جن کے بارے میں پیدائش ۳۸ : ۱۸ میں تصریح ہے کہ انہوں نے اپنی بہو سے زنا کیا ۱۲

[۵] "اے روبن ... تو پانی کی طرح بے ثبات ہے اس لئے تجھے فضیلت نہیں ملیگی، کیونکہ تو اپنے باپ کے بستر پر چڑھا، تو نے اسے نجس کیا، روبن میرے بچھونے پر چڑھ گیا" (پیدائش ۴۹ : ۴)

[۶] "یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی ... اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی الخ" (پیدائش ۴۹ : ۱۰)

بھی اس کو کوئی سزا نہیں دی۔ شاید اس لئے اس کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ خود بھی زنا میں مبتلا تھا۔ ایسی حالت میں اس حرکت پر دوسرے کو کیا سزا دیتا؟ — بالخصوص اپنی اولاد کو[۱]۔ یہ تمام باتیں یہود و نصاریٰ کی تسلیم ہیں۔ اور ان واقعات کی تصریح عہد عتیق کی ان کتابوں میں ہے جو دونوں فریق کے نزدیک مسلّم ہیں۔

۹ - یا یہ کہ یحییٰ علیہ السّلام جیسی شخصیت جو عیسیٰ علیہ السّلام کی شہادت کے مطابق اسرائیلی پیغمبروں میں جلیل القدر نبی ہیں (اگرچہ جو شخص آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ ان سے بڑا ہے[۲]) انھوں نے اپنے دوسرے معبود اور رسول بنانے والے یعنی عیسیٰ علیہ السّلام کو مجہول تعلّق کی بنا پر تیس سال تک پورے طور پر نہیں پہچانا[۳] جب تک یہ معبود اپنے بندے کا مرید نہیں ہو گیا[۴]۔

---

[۱] حضرت داؤد علیہ السّلام مراد ہیں، بائبل میں آپ ہی کے بارے میں یہ من گھڑت اور شرمناک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے سپہ سالار اوریا کی بیوی سے زنا کر کے اوریا کو مروا دیا تھا (۲ سموئیل ۱۱: ۲ تا ۱۵) اور ان کے بیٹے امنون نے اپنی بہن تمر سے بڑی چالبازی کے ساتھ زنا کیا (۲ سموئیل ۱۳: ۱۴) ساتھ ہی یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام کو اس کی اطلاع ہوئی مگر آپ نے اپنے بیٹے کو کوئی سزا نہیں دی، صرف غصّہ ہوئے (۱۳: ۲۱) ۱۲

[۲] حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے:-

"جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں یوحنّا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ہوا۔ لیکن جو آسمانی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اس سے بڑا ہے" (متی ۱۱: ۱۲) یہاں "جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے" سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہیں - ۱۲

[۳] حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے: "میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا جس پر تو روح کو اترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا اور گواہی دی ہے کہ یہ خدا کا بیٹا ہے" (یوحنّا ۱: ۳۲ تا ۳۴)

[۴] عیسائیوں کے یہاں کسی سے بپتسمہ لینا اس سے مرید ہونے کے مرادف ہے۔ اور متی باب ۳ و یوحنّا باب ۱ میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت یحییٰؑ سے بپتسمہ لیا، اس سے لازم آیا کہ خدا اپنے بندے کا مرید ہو گیا ۱۲

اور جب تک ان کی جانب سے بپتسمہ کی رسم کی تکمیل نہیں ہوئی اور جب تک اس دوسرے معبود کے پاس تیسرا[۱] معبود کبوتر کی شکل میں نہیں آگیا، اس تیسرے معبود کو دوسرے معبود کے پاس کبوتر کی شکل میں آنا دیکھ کر یحییٰ علیہ السّلام کو خدائے اوّل کا حکم یاد آیا کہ دوسرا معبود ہی میرا رب اور آسمان و زمین کا خالق ہے[۲]۔

۱۰ - یا ایک دوسرے رسول جو اعلیٰ درجے کے چور بھی ہیں اور جن کے پاس چوری کا تھیلا بھی تھا۔ اور جن کا نام نامی یہوداہ اسکریوتی[۳] ہے۔ یہ صاحب کرامات اور معجزوں والے بھی ہیں اور حواریین میں ان کا شمار بھی ہے اور جو عیسائیوں کے نظریہ کے مطابق حضرت موسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں سے افضل[۴] ہیں۔ ان صاحب نے اپنا دین دنیا کے عوض میں صرف تیس درہم میں فروخت کر دیا[۵]۔ یعنی اپنے معبود کو یہودیوں کے ہاتھوں...... سپرد کر دینے اور اس قلیل منفعت کے عوض میں گرفتار کرا دینے پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ یہودیوں نے اس کے معبود کو پکڑ کر پھانسی دیدی، شاید یہ منفعت اس کی نگاہ میں بڑی ہوگی، کیونکہ وہ پیشہ کے لحاظ سے شکاری اور چور تھا، اور مفلوک الحال اور تنگدست بھی تھا۔ اگرچہ عیسائیوں کے خیال کے مطابق بایں اوصاف وہ رسول اور صاحب معجزات بھی ہے۔ یقیناً اس کی نظر میں تیس درہم اس کے پھانسی پانے والے

---

[۱] تیسرا معبود یعنی روح القدس ۱۲ ت

[۲] بلکہ متی ۱۱ : ۲ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی نہیں پہچانا۔ چنانچہ قید ہونے کے بعد اپنے شاگرد دو کو بھیجکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پچھوا یا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟ ۱۲ ت

[۳] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] [illegible] ۱۲ [illegible]

[illegible] تھی [illegible] دیکھیے یوحنا ۱۲ : ۶

[۴] عیسائی نظریہ کے مطابق [illegible] حضرت مسیح علیہ السلام کے رسول ہیں جن کے [illegible] حضرت عیسیٰ کے [illegible] زندہ ہونے کی شہادت اور ان کے پیغام کی [illegible] ہے۔ یہ رسل عیسائیوں کے نزدیک عام پیغمبروں سے بھی افضل [illegible]۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو برٹانیکا ص ۱۱۸ مقالہ "APOSTLE" ج ۲

[۵] [illegible]

خُدا سے زیادہ محبوب اور قیمتی تھے[1]۔

۱۱۔ یا یہ کہ کائفا جو سردار کاہن تھا، اور جس کا نبی ہونا یوحنّا انجیلی کی شہادت سے ثابت ہے[2]۔ اس نے بھی اپنے معبود کے قتل کا فتویٰ دیا تھا اور اس کی تکذیب و تکفیر اور اہانت کی تھی[3]۔

---

[1] عیسائیوں کے مشہور عالم ڈی کوئنسے (DE QUINCEY) یہوداہ اسکریوتی کی اس حرکت کی تاویل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "یہوداہ اسکریوتی نے یہ کام خود غرضی کے بجائے اس لئے کیا تھا کہ وہ ہمارے خداوند کو اپنی قوت نجات دہندگی بروئے کار لانے پر مجبور کرے، تاکہ وہ اپنے آپ کو بھی بچالے اور تمام امت کو بھی نجات دے دے" (برٹانیکا، ص ۱۶۸ ج ۱۳۔ مقالہ JUDAS ISCARIOT)۔ لیکن یہ ایک ایسی تاویل ہے جو نہ صرف یہ کہ عقل کے خلاف ہے بلکہ بائبل کی تصریحات بھی اس کی تردید کرتی ہیں، چنانچہ لوقا ۲۲: ۳ میں ہے "اور شیطان یہوداہ میں سمایا" اور یوحنّا ۱۳: ۲۷ میں ہے "اور اس نوالہ کے بعد شیطان اس میں سما گیا" اور ۶: ۷۰ میں ہے "تم میں سے ایک شخص شیطان ہے۔ اس نے یہ شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کی نسبت کہا" اور اعمال ۱: ۱۸ میں ہے "اس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا"۔

اس کے علاوہ اگر اپنے آقا کو پکڑوانے سے یہی نیک مقصد پیش نظر تھا جو ڈی کوئنسے صاحب بیان فرماتے ہیں تو تیس روپے کے مول تول کے کیا معنی تھے؟ کیا یہ نیک مقصد بغیر پیسے لئے پورا نہیں ہوسکتا تھا؟ پھر اگر یہ واقعی نیک مقصد تھا تو پھر بعد میں اس کے یہ بات کہنے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ "میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوا دیا" (متی ۲۷: ۴) اور پھر اپنے آپ کو پھانسی کیوں دی؟ جیسا کہ متی ۲۷: ۵ میں تصریح ہے، ۱۲ تقی

[2] کائفا (CAIAPHAS) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سردار کاہن تھا۔ یوحنّا نے نقل کیا ہے کہ "اس سال سردار کاہن ہوکر نبوت کی کہ یسوع اس قوم کے واسطے مریگا" (یوحنّا ۱۱: ۵۱) اس میں اس کے نبی ہونے کی تصریح کی جاتی ہے۔

[3] اناجیل میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰؑ کو پکڑ کر کائفا کے پاس لے گئے جہاں اس نے حضرت عیسیٰؑ کو واجب القتل قرار دے دیا۔ اور حاضرین نے آپ کے روئے مبارک پر تھوکا اور ذلیل کیا، دیکھئے متی ۲۶: ۶۵ و ۱۴: ۶۳ و لوقا ۲۲: ۷۱، بعض عیسائی حضرات اس واقعہ کی تاویل وہی کرتے ہیں جو ہم نے یہوداہ اسکریوتی کے بیان کی، لیکن متی ۲۶: ۶۵ میں تصریح ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیا تو کائفا نے کہا "اس نے کفر بکا ہے"۔ اگر عیسیٰؑ کائفا کے نزدیک حق پر تھے اور صرف ایک اجتماعی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غرض سولی دیئے جانے والے معبود میں تین نبیوں کی جانب سے تین عجیب امور واقع ہوئے ـــ

اوّلاً اسرائیلی نبیوں کے سرگروہ نے اپنے معبود کو پورے تیس سال تک کامل طور پر نہیں پہچانا، جب تک کہ و
کا مرید نہیں ہو گیا۔ اور تیسرا معبود اس پر کبوتر کی شکل میں نازل نہیں ہو گیا، دوسرے اس معبود کے دوسرے
نبی کا تھوڑی سی منفعت کے لالچ میں جس کی مقدار صرف تیس درہم تھی، اپنے معبود کو دشمنوں کے ہاتھ
گرفتار کرا دینے، اور اپنے معبود کی محبت پر اتنی قلیل منفعت کو ترجیح دینے پر تیار ہو گیا، تیسرے اسی معبود
کے تیسرے نبی نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ اور اس کی تکذیب و تکفیر کی۔

بہرحال ہم خدا سے اس قسم کے برے عقائد سے پناہ مانگتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی شان میں
رکھے گئے ہیں۔ واللہ ثم باللہ ہم اس قسم کے جھوٹے اعتقادات انبیاء کے بارے میں نہیں رکھتے۔ انب
علیہم السلام کی پاک ہستیاں ان شرمناک الزامات سے پاک ہیں۔

(عبدالرحمٰن طاہر سورتی)

(بقیہ حاشیہ) مصلحت کی وجہ سے وہ انہیں قتل کرنا چاہتا تھا تو پھر انہیں کافر کیوں قرار دیا؟ ۱۲ تقی

ک - یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام ۱۲ ت